

بے حساب بڑھتی ہوئی آبادی!

پاکستان کی آبادی اس وقت تیس کروڑ کے قریب ہے۔ باعیس کروڑ کی بات خاصی پرانی ہو چکی ہے۔ اگر ہم نے کسی بھی شعبہ میں گزشتہ چند دہائیوں میں حقیقی ترقی کی ہے، تو صرف اور صرف آبادی کے بے دریغ بڑھنے میں ہے۔ مگر کوئی نہیں کہتا کہ جناب یہ آبادی ہماری ترقی میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ انسانوں کا ایک ایسا سیلا ب جو ہمارے وسائل کو صاف چٹ کر چکا ہے۔ ہاں، ایک ہوش بابات، اگلے تمیں سے پتیس برس میں انسانوں کا یہ سمندر دو گناہو جائیگا۔ یعنی چوالیس کروڑ سے بھی زیادہ۔ خود بتائیے کہ آج اتنا بڑا حال ہے تو تین دہائیوں بعد کیا قیامت خیز حالات ہونگے۔ ہر ملک کی طرح پاکستان میں بھی متعدد مسائل ہیں۔ ان میں آبادی کے بڑھنے کی موجودہ شرح سب سے بڑے خطرے کی نوید ہے۔ اس مسئلہ پر بات نہ کرنا، قومی پالیسی بنانے کے عملدار مدنہ کرنا بڑا مجرمانہ فعل ہے۔ سارا دن سو شل اور الیکٹرونک میڈیا عذاب کی طرح لوگوں کو باخبر کرنے کی پیغام میں مصروف رہتا ہے۔ آپکو یہاں تک بتاتے ہیں کہ فلاں لیڈر نے کونسے جو تے زیب تن کیے ہوئے ہیں۔ کھانا آج کیا نوش فرمایا ہے۔ مگر پاکستان کے سب سے مہیب مسئلہ یعنی آبادی کے متعلق کچھ بھی نہیں کہا جاتا۔ گمان ہوتا ہے کہ شائد آبادی کا یہ طوفان کسی بھی اہمیت کا حامل نہیں ہے۔ مگر حقیقت میں نفوس کا بے ہنگام طریقے سے بڑھنا کسی بھی ملک کیلئے زہر قاتل ہے۔

پاکستان میں محتاط اندازے کے مطابق یہ اضافہ دونیصد سالانہ کے لگ بھگ ہے۔ ہندوستان میں ایک فیصد اور چین میں 0.6 فیصد ہے۔ اس شعبہ میں ہم افغانستان کے قریب ہیں۔ آپ خود فیصلہ فرمائیے کہ اس شرح کے ساتھ ہم خاک ترقی کر سکتے ہیں۔ ہماری ملکی پیداوار میں اضافہ ایک فیصد کے تخمینہ میں ہے۔ آبادی کے بڑھنے کی شرح سے، اس ترقی کی پیمائش کیجئے تو یہ متفہ ایک فیصد بنتی ہے۔ یعنی کوئی بھی حکومت، کتنا بھی زور لگائے، جتنی مرضی ترقی کی طرف ملک کو لیجائے، آبادی کی شرح جب اسے صرف چھوئے گی تو ہمارا تمام اعتماد اور اعداد و شمار دھڑام سے نیچے کر جائیں گے۔ کسی بھی دور کے کسی بھی حکمران نے اس مسئلہ پر قوم کیلئے آذمودہ پالیسی نہیں بنائی۔ اسکا ذکر کرنا بھی گناہ سمجھا جاتا ہے۔

حکومتیں تو اتر سے اپنی ناکامی کا ملبہ مذہبی حلقوں پر ڈالنے کی کوشش کرتی ہیں۔ بتایا جاتا ہے کہ نہیں، دینی حلقے آبادی کو کنٹرول کرنے کی ہر کوشش کو ناکام بنادیتے ہیں۔ اس الزام میں مجھے کوئی وزن نظر نہیں آتا۔ علماء کی کثیر تعداد آبادی کے بے جواز اضافہ میں اپنے نکتہ نظر میں از حد ثابت ہیں۔ بہت جید علماء سے گفتگو ہوئی۔ ایک بھی مذہبی عالم نے آبادی کے طوفان کو کرنے کی حکومتی کوشش کی مخالفت نہیں کی۔ مگر ہمارے پڑھے لکھے لوگوں میں اکثر ایسے اصحاب ہیں جو ہر وقت مذہبی علماء کی توہین کرنا اپنا اولین فرض سمجھتے ہیں۔ مختلف ملتیہ فکر کے جید علماء سے پُر مغزبات چیت کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ہر حکومت اپنی ناکامی کا ذمہ دار اپنے آپکو ٹھہرانے کی بجائے دینی حلقے پر ساری کوتا ہی ڈالنے کے درپے رہتی ہے۔ بہر حال دیکھنے کی ضرورت ہے بلکہ اشد ضرورت ہے کہ بڑھتی ہوئی آبادی کس طرح ہر شعبہ زندگی پر اثر انداز ہوتی ہے۔ ملک کی تقریباً ساٹھ فیصد آبادی کسی طرح کی غذائی قلت کا سامنا کر رہی ہے۔ اس کی کی بدولت

بچوں کے قد جھوٹے ہو رہے ہیں اور انکی نشوونما میں بھی بہت زیادہ مسائل ہیں۔ یہ آج کا یعنی 2021 کا معاملہ ہے۔ تیس سال بعد جب آبادی بتالیس کروڑ ہو جائیگی، اس وقت معاملہ کتنا اندھہ ناک ہو گا، سوچ کر ہی خوف آتا ہے۔ ساتھ ساتھ لوگوں کو رہنے کیلئے گھر چاہیے۔ اسکے لیے زرعی زمین پر کالو نیاں بنانے کا رجہان مزید بڑھ جائیگا۔ نتیجہ میں زرعی زمین کا حجم بھی کم ہو گا۔ غذائی قلت اور پیداوار کو بڑھانے کیلئے کم زمین، ملکر ہمارے تمام وسائل پر اتنا بوجھڈاں چکے ہیں جس سے کوئی حکومت بھی نبرداً زمانہ نہیں ہو سکتی۔ پانی کی قلت کا بھی اندازہ لگائیے۔ یوں کہہ لیجئے کہ چار سالوں میں ہمیں دو سو میلین ایکڑ فٹ پانی چاہیے۔ مگر دو دہائیوں میں یہ ڈیمائلڈ و سوچو ہتر تک پہنچ جائیگی۔ یعنی صرف میں برسوں میں پانی کی قلت تقریباً 74 ملین ایکڑ فٹ تک پہنچ جائیگی۔ آپی قلت کو کیسے بہتر کیا جاسکتا ہے۔ کسی بھی حکومت کی اس طرف نظر نہیں گئی۔ تعلیم کے شعبہ میں بھی یہی زوال ہے۔ ابھی بھی کروڑوں پاکستانی تعلیمی اداروں کی طرف رخ نہیں کرتے۔ تو چند برس بعد آبادی کے اس سیلا ب کو تعلیم کیسے دی جاسکے گی۔ ساتھ ساتھ ماحولیات کی برآبادی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ اس شعبہ میں کیا اقدامات کیے جائیں۔ اس پر بھی عجیب سی خاموشی ہے۔ خود بتائیے کہ زمین، پانی، تعلیم، صحت اور قدرتی ماحولیات کس طرح آبادی کے بڑھاؤ کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ یہ تو ایک جنگ ہے جو حکومت اور عوام نے ملکر لڑنی تھی۔ مجھے تو دونوں ہی مکمل ناکام نظر آ رہے ہیں۔ ناکامی کی ذمہ داری لینے کیلئے کوئی فریق بھی تیار نہیں۔ کون پالیسی بنائیگا۔ کون پوری قوت کے ساتھ عملدراما کروایگا۔ یہ سب کچھ ایسے سوال ہیں جنکا کوئی بھی آسان جواب نہیں۔

اس ایسے کا حل موجود ہے۔ ہمارے قرب و جوار کے ملکوں نے باقاعدہ کر کے دکھایا ہے۔ اس شعبہ میں بگلہ دلیش ایک روشن مثال ہے۔ مشرقی پاکستان کے بنگالیوں کا مذاق اڑایا جاتا تھا کہ یہ لوگ کثیر اولاد پیدا کرنے کے علاوہ کچھ نہیں کر سکتے۔ انکی تضییک کی جاتی تھی کہ انکی آبادی خرگوش کی طرح بڑھتی ہے۔ مگر آج بگلہ دلیش ہر شعبہ کی طرح، آبادی کو منظم طریقے سے کنٹرول کرنے کے میدان میں بھی ہم سے بہت بہتر ہے۔ سوال یہ ہے کہ ان لوگوں نے یہ مشکل ترین کام کیسے کر دیا۔ حکومت نے خواتین کی ایک بہت بڑی فورس ترتیب دی۔ یہ گھر گھر جا کر عورتوں کو سمجھاتی تھیں کہ بچے کم پیدا کرنے کے کیا کیا فوائد ہیں۔ ساتھ ساتھ وہ Contraceptives بھی مفت تقسیم کرتی تھیں۔ اس قدم سے جڑی ہوئی کامیابی پر نظر ڈالیے۔ 1975 میں منوع حمل دوایاں استعمال کرنے کی شرح صرف آٹھ فیصد تھی۔ اب یہ شرح ستر فیصد کے قریب پہنچ چکی ہے۔ بالکل اسی طرح لڑکیوں میں تعلیم کے رجہان میں اضافہ کیلئے بگلہ دلیش کی حکومت نے از حد زور دیا۔ خواتین میں شرح خواندگی ستر فیصد کے قریب ہے۔ تعلیمی رجہان کے اضافے نے ملک کی قسمت بدل ڈالی۔ جیسے جیسے تعلیم کا رجہان بڑھا، بچوں کے پیدا ہونے کی شرح کم ہونی شروع ہو گئی۔ بالکل اسی طرح خواتین کیلئے خصوصی قرضہ جات مائیکرو کریڈٹ نے اس طبقہ کے مالی وسائل میں اضافہ کر دیا۔ بگلہ دلیش میں مذہبی حقوق نے بھرپور طریقے سے اس مہم میں حکومت اور عوام کا ساتھ دیا۔ انہوں نے منبر و محراب سے آبادی کو کنٹرول کرنے کیلئے حکومتی اقدامات کو بھرپور طریقے سے سراہا۔ تھوڑے عرصے میں بگلہ دلیش نے وہ محیر العقول نتائج حاصل کر لیے جو ہم سوچ بھی نہیں سکتے۔ آبادی پر موثر کنٹرول حاصل کر لیا گیا۔ اسکے ساتھ ساتھ انکی اقتصادی ترقی کا وہ دور شروع ہوا جس میں چالیس بلین ڈالر کی برآمدات کا مشکل ہدف حاصل کر لیا۔ آبادی میں کمی شروع ہو گئی اور ملکی دولت میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ ترقی

کی شرح بھی بڑھتی چلی گئی۔ تیس پیشیں برس میں بغلہ دلیش کی حکومت نے اس ترقی کا مونہہ، تعلیم اور صحت کے شعبوں کی طرف موڑ دیا۔ وکھ ہوتا ہے کہ یہ ساری ترقی انہوں نے ہم سے قطع تعلق کرنے کے بعد کی۔ اس تکلیف دہ حقیقت پر ہم کبھی بات کرنا پسند نہیں کرتے۔ پر اس پر خاموشی اختیار کرنے سے معاملات کا حل تلاش نہیں کیا جاسکتا۔ ایک اسلامی ملک ہونے کے ساتھ ساتھ بغلہ دلیش کی ترقی سے ہم ہرمیدان میں بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔

آبادی کے اس مسئلہ کی وجوہات کیا ہیں۔ اس پر بھی بے لاگ رائے دینا اُز حد ضروری ہے۔ تعلیم سے دوری یعنی جہالت، خواتین کو جائز طریقے سے دولت نہ کمانے دینے کا رجہان، حکومتی سٹھ پر بے ربط قسم کی پالیسیاں، گھرانوں میں فیملی پلانگ پر کسی قسم کا زور نہ دینا اور اس شعبہ پر مجرمانہ خاموشی اختیار کرنا۔ یہ چند وجوہات ہیں، جن سے ہم آبادی کو کنٹرول کرنے میں ناکام ہو چکے ہیں۔ ساتھ افغانی اور دیگر ممالک سے آئے ہوئے مہاجرین کی کثیر تعداد بھی آبادی کو بڑھانے میں پیش پیش ہیں۔ ہمارے ملک میں افغانی مہاجرین کی اصل تعداد کتنی ہے۔ اس کا قطعی طور پر اندازہ لگانا مشکل ہے۔ مگر پندرہ سے بیس لاکھ تو خیر موجود ہیں۔ ان میں فیملی پلانگ کا رجہان نہ ہونے کے برابر ہے۔ علم ہے کہ ایک کالم لکھنے سے ہمارے سماجی روپوں میں کوئی تبدیلی نہیں آئیگی۔ ہم اپنی آبادی کو اسی طرح بے خوف بڑھاتے رہنگے۔ کوئی مائی کالال ہمیں قائل نہیں کر سکتا کہ آبادی کے بڑھاوے سے ہماری قومی ترقی داؤ پر لگ چکی ہے۔ کوئی نہیں بتا رہا کہ بے حساب بڑھتی ہوئی آبادی ہمیں بر بادی کی طرف لیکر جا رہی ہے بلکہ لے جا چکی ہے۔ ہم نا سمجھ بلکہ جاہل قوم ہیں۔ ہمیں کوئی نہیں سمجھا سکتا۔ ویسے اب سمجھانے کا وقت بھی گزر چکا ہے!

(روڈیارڈ کپلینگ کے والدین انگریز تھے۔ مگر لاہور کے تیرہ سال اس نے انگلستانڈیز کی سماجی طرز پر گزارے۔ گذشتہ کالم میں تصحیح کر رہا ہوں۔)

راو منظر حیات